محبوب نگر ضلع اردو کانفرنس

خطبہ استقبالیہ



محمد ابراہیم علی انصاری (میر مجلس بلدیہ محبوب نگر)

صدر استقبالیہ

(محبوب نگر)

۱۸ر جنوری ۱۹۵۸ء

نیشنل فائن پرنٹنگ پریس چارکمان حیدرآباد

معزز مہمان - خواتین و حضرات

ضلع محبوب نگر میں پہلی مرتبہ اردو کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اس مبارک موقع پر میں کل ہند انجمن ترقی اردو ضلع محبوب نگر کی طرف سے جن میں ضلع ہذا کے حاضر و غائب جدید و قدیم رہنے والے ہندو مسلمان سب شامل ہیں آپ حضرات کی تشریف آوری پر تہ دل سے استقبال کرتے ہوئے یہ کہوں تو بے محل نہ ہوگا کہ

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

جاڑے کے موسم میں اُردو کانفرنس میں شریک ہونے کیلئے بڑی بڑی مسافتیں طے کر کے شہر محبوب نگر میں پہنچنا حقیقت میں تکلیف دہ ضرور ہے لیکن اُن کے لئے جو اُردو کی خدمت کو اپنی عظمت سمجھتے ہیں، اس زبان سے جنہیں محبت ہے اور جن کے دم قدم سے باغ اردو میں بہار ہے اور جن کا کام اردو زبان کی توسیع و ترقی، اصلاح و تکمیل کی راہیں نکالنا تدبیریں سوچنا ہے اُن کیلئے یہ سب مصیبتیں راحت کے برابر ہیں۔ پھر بھی میرا یہ خوشگوار فریضہ ہے کہ آپ اصحاب کی تشریف آوری پر منجانب انجمن ترقی اردو ضلع محبوب نگر و مجلس استقبالیہ خوش آمدید کہوں۔ اگر ان باکمال مہمانوں کا ہزار بار خیر مقدم کیا جائے تو پھر بھی کم ہے۔

اے آمدنت باعثِ آبادیٔ ما
ذکر تو بود زمزمہ شادیٔ ما

مبارک ہیں وہ ہستیاں جو آندھرا پردیش کے مختلف دُور دراز مقامات سے بحیثیت مندوب و اراکین شرکت فرما رہے ہیں۔ بس آپ سب حضرات کو اس موقع پر زحمت دینے کا منشا اسکے

سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اردو کے لئے سوچ بچار کرکے مزید ترقی کی راہیں نکالی جائیں۔ صلاح و فلاح کے تعلق سے غور و خوض کیا جائے۔ اردو کے موجودہ مسائل و وسائل اور اسکی بقا اور حفاظت کا سامان سربراہ کیا جائے۔ یہ مسائل اس ضلع کے ہی نہیں ہیں بلکہ کل ہند پیمانہ پر سوچنے کے ہیں۔ قوی امید ہیکہ آپ اصحاب کی تشریف آوری سے یہ کانفرنس اپنے اعلیٰ مقاصد میں کامیاب ہوگی۔

دستور ہند کے لحاظ سے جسقدر بھی زبانیں ہیں تقریباً اُن سبھوں کو علاقائی زبان کا درجہ حاصل ہو چکا ہے لیکن بے چاری اردو اس شرف سے محروم ہے۔ اسی سلسلہ میں شہر دلی میں بڑے پیمانہ پر اردو کا کنونشن فروری کے مہینہ میں طلب کیا گیا ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اُردو کا مستقبل درخشاں ہوگا۔

صدیوں سے اُردو ریاست حیدرآباد میں سرکاری زبان تھی لیکن پولس ایکشن کے بعد اسپر بھی انقلاب آیا۔ تقسیم ریاست کے بعد اور بھی خستہ حالت میں ہوگئی پھر بھی وابستگانِ اردو اس سے مایوس نہیں ہیں۔ اسکا مستقبل شاندار اور امید افزا ہے یقیناً وہ زبان جس کے ذریعہ آزادی کا پیغام اولین دیا گیا۔ جس نے ملک کو غلامی کے جوے سے نکالا ہرگز نیست و نابود نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی اسکو مٹا سکتا ہے

تم یہ نہ سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب سے سامانِ بقا میرے لئے ہے

یہ بے محل نہ ہوگا اگر اس موقع پر یہ ذکر چھیڑا جائے جو ہمارے محبوب اور ہر دلعزیز قائد شری نیلم سنجیوا ریڈی چیف منسٹر نے عثمانیہ یونیورسٹی کے چوتھے بین الکلیاتی اردو فیسٹول کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ اُردو کو تلگو کے مساوی درجہ دیا جاتا ہے۔ اس بیان کا نہ صرف آندھرا پردیش میں خیر مقدم ہو رہا ہے بلکہ بھارت کے ہر گوشہ سے خوش آمدید ہو رہا ہے کیوں نہ ہو خیر مقدم بھارت کا سب سے بڑا قائد یہ کہتا ہے کہ اردو بولنے پر مجھے فخر ہے۔ بھارت کے انصاف پسند اصحاب اُردو کے دلدادہ ہیں لیکن جہانتک مختلف ریاستوں کی عملی پالیسی کا تعلق ہے یہ صرف بول ہی بول ہیں جو شرمندۂ معنی نہیں ہوتے آج تک

اسکو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ آندھرا پردیش کے چیف منسٹر جیسے بے تعصب حکام کی بدولت وہ دن دور نہیں کہ اسکو عملی حیثیت حاصل ہو جائے۔ اگر ہماری کوشش اردو کی ترویج و ترقی، صلاح و فلاح اور بہبودی کی طرف مائل ہو تو عنقریب اردو سرکاری حیثیت اختیار کرلے اور تلگو کے دوش بدوش چلے۔ ہماری مسلسل سعی اور جدوجہد سے اردو کو اسکا جائز مقام ملجائیگا۔

دنیا میں مغربی زبانوں کو چھوڑکر دوسری زبانوں کو دیکھا جائے تو اردو کا خزانہ سب سے بڑا ہے عثمانیہ یونیورسٹی کے ذریعہ تعلیم اردو کی بنا پر اسکا علمی رنگ بھی ترقی کرتا رہا۔ اسکا ذخیرہ اتنا بڑا ہے کہ عدالتوں دفتروں وغیرہ میں تنگی جگہ کا مسئلہ بن گیا ہے۔ انگریزی زبان کی اہم علمی کتب وغیرہ کے تراجم و تالیفات اس زبان میں بکثرت پائے جاتے ہیں اسکا مقابلہ دیگر زبانوں سے کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ جو نزاکت و لطافت اسکے ادب میں موجود ہے اور اسکے خیالات میں جو بلندی و برتری و باریکی ہے وہ دیگر زبانوں میں موجود نہیں۔ اسکی نزاکت و لطافت فصاحت و بلاغت بلندی و عظمت لگ بھگ مغربی زبانوں کے ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود دیس کی بدنصیبی سے چند لوگ اب بھی ایسے موجود ہیں جو زبان اردو کے ساتھ تعصب رکھتے ہیں۔ یہ انکی تنگ نظری ہے۔ درانحالیکہ اس زبان نے بھارت میں جنم لیا۔ وقت کا تقاضا تھا کہ اسکی تخلیق ہوئی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل ملاپ اور تہذیب سے بھارت ہی میں پروان چڑھی۔ شروع میں تو دلی والے کہتے تھے کہ دلی کی زبان ہے لیکن اسکی اشاعت اسقدر ہوئی کہ اب یہ بھارت کے چپہ چپہ پر بولی جاتی ہے سمجھی جاتی ہے۔ تقسیم ریاست کے بعد بھی ذریعہ ہے دیگر زبانوں اور ملکوں کے ملاتے کا۔

ایسی زبان کو جو کئی قوموں کے میل ملاپ سے پیدا ہوئی اس کے رشتہ کو توڑنا اسکو مٹانے کی سعی کرنا ایک حرکت عبث ہے۔ چنانچہ ان نامساعد حالات میں بھی اس کی ہمہ گیر ترقی کو دیکھکر بلاشبہ

کہا جا سکتا ہے کہ اس زبان میں قدرت نے لچک رکھی ہے اور بقول شخصے۔

اتنی ہی یہ ابھرے گی جتنا کہ دبا دیں گے

اگر ہم دستور کی روشنی میں اردو کیلئے جد و جہد کریں تو وہ دن دور نہیں کہ اردو کو اسکا حق مل جائے اور اسکے چمن میں ایک نئی بہار اور شگفتگی پیدا ہو جائے۔ ہماری جد و جہد آئینی ہونی چاہئے تاکہ بلا جنگ و جدل اردو کو اسکا حقیقی مقام مل جائے۔ دستور میں اردو کے داخل و شامل کرنے کے معنی ہی یہی ہیں کہ اردو ہندوستان کی زبان ہے۔ اور ہندوستان ہی میں سب سے پہلے اسکو فروغ حاصل ہونا ہے۔

اردو کی سرکاری بہانداری ختم ہو جانے کے بعد باوجود اسکی مانگ روز افزوں ہے۔ اسکی رسائی کہاں ہے۔ کہاں نہیں۔ بڑے بڑے نیتاؤں کے محل میں۔ فقیروں کے جھونپڑوں میں شاہ و گدا کو اپنے فیضان سے دلشاد کر رہی ہے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہ ہندوؤں کی رفیق ہے تو مسلمانوں کی شفیق ہے عیسائیوں میں رہتی اور پارسیوں میں بستی ہے۔ سکھوں کا یہ سکھ ہے۔ انگریزوں سے اس کا ملاپ ہے، سیاست میں اسکو خاص دخل ہے۔ پیغام آزادی پہنچا کر بھارت کے غلامی کے جوے کو اتار رہا ہے۔ اتنا فیضان پہنچانے کے باوجود تنگ نظر اور متعصب نگاہوں میں اسکی حیثیت معرض بحث ہے۔ اسکے گیسو آج بکھرے ہوئے نظر آرہے ہیں ایک روز آئیگا۔ حامیان اردو کا دل صد چاک شانہ کا کام دیگا۔ پھر اردو اپنی آب و تاب کے ساتھ۔ رخ روشن اور گیسو، تابدار سے عاشقانِ اردو کے دلوں کو منور کریگی۔

اس کانفرنس میں شرکت کیلئے آندھرا کے مختلف اضلاع سے بڑے بڑے مشاہیر ادب شعراء کرام قدم رنجہ فرمائے ہیں نیز ضلع ہذا کے مختلف مقامات سے مندوبین بھی تشریف لائے ہیں۔

ہمارے معزز مہمان شری۔کے۔وی۔رنگاریڈی صاحب وزیر داخلہ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کانفرنس کے افتتاح کیلئے بڑی زحمت گوارا فرمائی ہے۔اردو سے ممدوح کی حمایت اور ہمدردی مشہور زمانہ ہے۔وطنی ہیں زبان اردو سے خاص ہمدردی رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر بی۔گوپال ریڈی صاحب وزیر مالیہ نے کانفرنس کے سلسلہ کی محفل مشاعرہ کی صدارت کو قبول فرماکر کانفرنس کی رونق کو دوبالا کردیا ہے۔بڑے ہی علم دوست ادب نواز، سخن پرور اور جوہر شناس ہیں۔دیگر اہل علم وادیب اور سماجی رہنماؤں کی آمد پر دلی شکریہ بھی ہمارا عین فرض ہے۔

ہمارے دکھنی گاندھی پی ہنمنت راؤ صاحب رکن پارلیمان اور دیگر مشاہیر ادب وشعرا اور مختلف کالجوں کے پرنسپل پروفیسرس وغیرہ کی شرکت سے کانفرنس کی رونق ہی کچھ اور ہو گئی ہے۔ فرداً فرداً "شکریہ اور خوش آمدید کرنا میرے لئے دشوار امر ہے۔اسلئے میں جملہ اصحاب کا خیر مقدم کرتا ہوں جو اس کانفرنس میں شرکت کررہے ہیں۔اور توقع کرتا ہوں کہ وہ اپنے نیک اور مفید مشوروں سے کارکنان انجمن کو مستفید فرمائینگے۔

انجمن ترقی اردو ضلع ہذا اپنے بیس سالہ قیام کے دوران میں کئی بار مختلف النوع جلسے کرچکی ہے اسکا الحاق باقاعدہ طور پر حال ہی میں ریاستی انجمن سے ہوا ہے انجمن کے صدر مولوی محمد عبدالرزاق خاں صاحب صولت بی۔اے ال ال بی ایڈوکیٹ ہیں جنہوں نے اپنے کام کو آگے بڑھانے کیلئے اپنی عاملہ نامزد کی ہے چونکہ انجمن پہلی بار یہ کانفرنس کررہی ہے ممکن ہیکہ اس سلسلہ میں آپ اصحاب کو کوئی زحمت یا تکلیف ہو تو خواستگار معافی ہوں۔

اس دعا پر ختم کلام کرتا ہوں اللہ پاک ہمارے کام میں خیر وبرکت عطا فرمائے۔

محمد ابراہیم علی انصاری
اے۔ام۔آئی۔ٹی (بمبئی)
ام۔آر۔ایچ۔ایس (مدراس)

صدر استقبالیہ و میر مجلس بلدیہ محبوب نگر